ALLAMA IQBAL OPEN UNIVERSITY

USMAN NOTES
www.usmannotes.com

Name:

Registration No.:

Course Code: 3907

Program: BS Islamic Studies (Spec. Seerat Studies)

Semester: Autumn 2026

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

کلیہ عربی وعلوم اسلامیہ (شعبہ سیرت اسٹڈیز)

کورس: دلائل و معجزاتِ رسول ﷺ (3907) • سطح: بی ایس علوم اسلامیہ (تخصص سیرت اسٹڈیز)

سمسٹر: خزاں 2026

امتحانی مشق نمبر 2 (یونٹ 5–9)

کل نمبر: 100 • کامیابی کے نمبر: 0

حل شدہ اسائنمنٹ گائیڈ

Reference &For Study — SOLVED ASSIGNMENT GUIDE

نوٹ: یہ گائیڈ صرف مطالعہ اور حوالے کے مقصد کے لیے تیار کی گئی ہے۔ طلبہ کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ کورس کی کتاب کے متعلقہ یونٹس غور سے پڑھیں، تصورات کو اچھی طرح سمجھیں اور پھر اسائنمنٹ اپنے الفاظ میں لکھیں۔ اس گائیڈ کو ہو بہو نقل کرنے کے بجائے اپنی فہم کے مطابق تحریر کریں۔ جہاں کسی دینی یا قانونی مسئلے میں قطعی رائے درکار ہو وہاں اہلِ علم اور مستند علماء کی طرف رجوع کریں۔

سوال نمبر 1: دلائل النبوۃ کا مفہوم اور نبی اکرم ﷺ کا اعلیٰ حسب و نسب (20 نمبر)

سوال نمبر 1: دلائل النبوۃ کا مفہوم بیان کرتے ہوئے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعلیٰ حسب و نسب کی وضاحت کریں۔ (20)

تعارف

دلائل النبوۃ سیرتِ نبوی کا وہ باب ہے جس میں ان تمام ثبوتوں و شواہد کو جمع کیا جاتا ہے جن سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و صداقت ثابت ہوتی ہے۔ ان دلائل میں سب سے پہلی اور تمہیدی دلیل آپ کی ذات و خاندان کا پاکیزہ پس منظر ہے، کیونکہ عرب معاشرے میں حسب و نسب شخصیت کی پہچان کا بڑا معیار تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے آخری نبی کو عرب کے اشرف خاندان میں پیدا فرمایا تاکہ دعوت کے راستے میں نسبی طعن کی کوئی گنجائش باقی نہ رہے۔ اس جواب میں پہلے دلائل النبوۃ کا مفہوم، اس کی اقسام اور اس موضوع پر لکھی گئی اہم کتابوں کا تعارف کرایا جائے گا، پھر آپ کے اعلیٰ حسب و نسب کی تفصیلی وضاحت پیش کی جائے گی۔

دلائل النبوۃ کا مفہوم

دلائل جمع ہے دلیل کی، جس کے معنی راہ نمائی کرنے والی چیز اور ثبوت کے ہیں۔ دلائل النبوۃ سے مراد وہ تمام عقلی، نقلی، تاریخی اور مشاہداتی ثبوت ہیں جن سے کسی مدعیِ نبوت کی سچائی ثابت ہوتی ہے۔ علمائے اسلام نے ابتدائی صدیوں ہی سے اس موضوع پر مستقل کتابیں تصنیف کیں تاکہ نبوتِ محمدی کے ثبوت منظم صورت میں محفوظ ہو جائیں۔ ان میں امام بیہقی کی دلائل النبوۃ اور ابو نعیم اصفہانی کی دلائل النبوۃ خاص طور پر مشہور ہیں، جن میں معجزات، بشارات، اخلاق و سیرت اور سابقہ کتابوں کی پیش گوئیوں کو اسانید کے ساتھ جمع کیا گیا ہے۔ قاضی عیاض کی الشفا اور ابن تیمیہ و ابن قیم کی تصانیف میں بھی اس موضوع پر جامع بحث ملتی ہے۔ ان کتابوں کا اسلوب یہ ہے کہ پہلے دلیل کی روایت و سند بیان کی جائے، پھر اس سے نبوت کی صداقت پر استدلال کیا جائے۔ یہ قدیم و معتبر سلسلہ بتاتا ہے کہ دلائل النبوۃ کوئی جدید اختراع نہیں بلکہ چودہ صدیوں سے جاری ایک باقاعدہ علمی فن ہے۔

دلائل النبوۃ کی اقسام

محققین نے دلائل النبوۃ کو کئی اقسام میں تقسیم کیا ہے۔ پہلی قسم معجزات ہیں: وہ خارقِ عادت امور جو اعلانِ نبوت کے بعد تصدیق کے لیے ظاہر ہوئے، مثلاً قرآن، شق القمر اور اسراء و معراج۔ دوسری قسم ارہاصات ہیں: نبوت سے پہلے کی علامات، مثلاً شقِ صدر اور مہرِ نبوت۔ تیسری قسم بشارات ہیں: تورات و انجیل سمیت سابقہ کتابوں میں آنے

والے نبی کی پیش گوئیاں جن کا ذکر قرآن میں بھی آیا ہے کہ اہلِ کتاب آپ کو اس طرح پہچانتے تھے جیسے اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔ چوتھی قسم آپ کے اخلاق و سیرت ہیں: صداقت، امانت، عفو و درگزر اور دشمنوں سے حسنِ سلوک جیسی صفات بذاتِ خود صداقت کی دلیل ہیں، کیونکہ ایک شخص چالیس سال تک قوم میں صادق و امین رہ کر اچانک جھوٹا دعویٰ نہیں کر سکتا۔ پانچویں قسم آپ کی لائی ہوئی شریعت و تعلیمات کی جامعیت و کامیابی ہے کہ ایک امی معاشرے سے اٹھ کر دنیا کو علم و تہذیب کی نئی بنیادیں ملیں۔ چھٹی قسم غیب کی وہ خبریں ہیں جو آپ نے وحی کی بنا پر دیں اور وقت کے ساتھ پوری ثابت ہوئیں، مثلاً روم کی فتح کی پیش گوئی کی طرف قرآنی اشارہ۔ حسب و نسب کا مقام انہی اقسام میں تمہیدی و ذاتی دلائل کے تحت آتا ہے۔

جدول 1: دلائل النبوۃ کی بڑی اقسام

قسم	وضاحت	مثال
معجزات	اعلانِ نبوت کے بعد تحدی کے ساتھ خارقِ عادت امور	قرآن؛ شق القمر؛ اسراء و معراج
ارہاصات	نبوت سے پہلے کی تمہیدی علامات	شقِ صدر؛ مہرِ نبوت؛ سچے خواب
بشارات	سابقہ کتابوں میں آنے والے نبی کی پیش گوئیاں	اہلِ کتاب کی شناخت و تصدیق
اخلاق و سیرت	کردار و زندگی کی پاکیزگی بطور دلیل	صادق و امین کا لقب؛ عفوِ عام
شریعت و اثرات	تعلیمات کی جامعیت و تاریخی کامیابی	عدل و علم کی عالمی تحریک
اخبارِ غیب	وحی کی بنا پر دی گئی سچی خبریں	مستقبل کی بشارتیں و فتوحات

حسب ونسب سے کیا مراد ہے؟

حسب سے مراد آباء واجداد کی شرافت، کردار و نیک نامی کا مجموعہ ہے اور نسب سے مراد خاندانی سلسلہ ور شتوں کی ترتیب ہے۔ عرب معاشرت میں نسب کی حفاظت باقاعدہ علم کی حیثیت رکھتی تھی؛ ہر قبیلہ اپنے انساب محفوظ رکھتا اور انسان کی سماجی حیثیت کا بڑا انحصار اسی پر ہوتا تھا۔ ایسی فضا میں نبی کا نسبی پس منظر بے داغ ہونا اس لیے اہم تھا کہ مخالفین کے لیے ذاتی طعن کا سب سے آسان ہتھیار یہی ہوتا۔ تاریخ گواہ ہے کہ قریش نے آپ کی دعوت کی ہر طرح مخالفت کی، مگر کبھی آپ کے نسب، کردار یا ماضی کی زندگی پر انگلی نہیں اٹھا سکے، بلکہ آپ کو صادق و امین مانتے رہے۔ یہ خاموش تصدیق بذاتِ خود حسب و نسب کی دلیل کی کامیابی ہے۔ مغربی و مسلم محققین دونوں نے اس نکتے کو تسلیم کیا ہے کہ سلسلۂ نسب کی یہ وضاحت دنیا کے کسی اور تاریخی کردار کے بارے میں اس درجے محفوظ نہیں ملتی۔

نبی اکرم ﷺ کے اعلیٰ حسب ونسب کی وضاحت

آپ کا سلسلۂ نسب پدری جانب سے یوں مشہور ہے: محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی، اور یہ سلسلہ آگے چل کر حضرت اسماعیل علیہ السلام بن حضرت ابراہیم علیہ السلام تک پہنچتا ہے۔ آپ کا خاندان بنی ہاشم قریش کی سب سے معزز شاخ تھا۔ قریش کو مکہ و کعبہ کی خدمت، حاجیوں کی سقایہ و رفادہ اور تجارت کی بنا پر پورے عرب میں عزت حاصل تھی اور آپ کے جد قصی نے مکہ کی نظامت و اجتماع کی بنیاد رکھی تھی۔ جدِ امجد حضرت عبدالمطلب مکہ کے سردار، حلیم، سخی اور صاحبِ رعب شخصیت تھے؛ زمزم کی از سرِ نو دریافت کا شرف بھی انہی کو حاصل ہوا۔ والد حضرت عبداللہ اپنی پاک دامنی، حسن و شرافت میں مشہور تھے اور ان کا انتقال آپ کی ولادت سے پہلے مدینہ کے سفر سے واپسی پر ہوا۔ والدہ حضرت آمنہ بنت وہب قبیلہ بنو زہرہ کے سردار کی بیٹی اور شرافت و پاکیزگی میں معروف تھیں۔ یوں ماں باپ دونوں طرف سے آپ کا نسب عرب کے اشرف و پاکیزہ ترین گھرانوں سے جڑا ہوا ہے۔ حدیث کی کتابوں میں منقول مفہوم کے مطابق آپ نے خود بھی اس حقیقت کی طرف اشارہ فرمایا کہ اللہ نے آپ کو بنی آدم کے بہترین گروہوں و خاندانوں میں سے منتخب فرمایا۔ یہ نسبی شرافت کسی فخر و تکبر کے لیے نہیں بلکہ اس حکمت کے لیے تھی کہ دعوتِ حق کے سامنے نسبی حیلہ باقی نہ رہے اور اہلِ عرب کے دلوں میں آپ کے خاندان کی پہلے سے موجود عزت دعوت کی قبولیت کا ذریعہ بنے۔

حسب ونسب کا دلیلِ نبوت ہونا: جائزہ

سوال یہ ہے کہ حسب ونسب دلیلِ نبوت کیسے بنتا ہے۔ اہلِ علم اس کی تین توجیہات پیش کرتے ہیں۔ اول یہ کہ اللہ کی سنت یہ رہی ہے کہ وہ اپنے انبیاء کو معزز و پاکیزہ خاندانوں میں بھیجتا ہے تاکہ لوگوں کے لیے ان کی بات ماننا آسان ہو اور مخالفین کو ذاتی عیب جوئی کا موقع نہ ملے۔ دوم یہ کہ اہلِ کتاب کی بشارتوں میں آنے والے نبی کی نشانیوں میں اس کا حضرت اسماعیل علیہ السلام کی نسل اور بنو قیدار سے ہونا بھی مذکور سمجھا جاتا ہے، لہٰذا آپ کا نسب عین ان بشارتوں کے مطابق ثابت ہوا۔ سوم یہ کہ نسب کی شرافت کے ساتھ جب کردار کی بے داغی بھی شامل ہو جائے تو یہ مجموعہ صداقت کی ایک عقلی دلیل بنتا ہے: جو شخص اپنے آبائی عزت و کردار کو چالیس سال تک محفوظ رکھے، اس کا محض چند سال کی شہرت کے لیے نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنا عقلاً بعید ہے۔ ہرقل، شاہِ روم نے بھی حضرت ابوسفیان سے پوچھے گئے سوالات میں سب سے پہلا سوال آپ کے نسب ہی کے بارے میں کیا تھا اور یہ سن کر کہ آپ اشرف نسب کے ہیں اس نے اسے انبیاء کی سنت قرار دیا۔ یہ تاریخی واقعہ حدیث کی معتبر کتابوں میں مذکور ہے اور حسب و نسب کی بطور دلیل اہمیت کو خوب واضح کرتا ہے۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ دلائل النبوۃ ان تمام عقلی، تاریخی و مشاہداتی ثبوتوں کا مجموعہ ہے جن سے نبوتِ محمدی کی صداقت ثابت ہوتی ہے اور اس فن پر بیہقی و ابو نعیم جیسے ائمہ نے مستقل کتابیں لکھیں۔ ان دلائل میں آپ کا اعلیٰ حسب و نسب تمہیدی اور بنیادی حیثیت رکھتا ہے: آپ قریش کے معزز ترین گھرانے بنی ہاشم میں حضرت عبداللہ و حضرت آمنہ کے ہاں پیدا ہوئے اور آپ کا سلسلہ حضرت اسماعیل و حضرت ابراہیم علیہما السلام تک پہنچتا ہے۔ یہ پاکیزہ و بلند نسب، بے داغ کردار کے ساتھ مل کر، مخالفین تک کے لیے آپ کی صداقت کا خاموش اعتراف بن گیا اور دلائلِ نبوت کی سب سے پہلی کڑی ثابت ہوا۔

سوال نمبر 2: معجزۂ شق القمر اور واقعۂ اسراء و معراج: مقاصد و انعامات (20 نمبر)

سوال نمبر 2: معجزۂ شق القمر اور واقعۂ اسراء و معراج کے مقاصد اور اس موقع پر ملنے والے انعامات تحریر کریں۔ (20)

تعارف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات میں شق القمر اور اسراء و معراج کو غیر معمولی شہرت حاصل ہے۔ شق القمر مکی دور میں اہلِ مکہ کے مطالبے پر ظاہر ہونے والا وہ حسی معجزہ ہے جس میں چاند دو ٹکڑے ہوا، جبکہ اسراء و معراج وہ روحانی و جسمانی سفر ہے جس میں ایک ہی رات آپ کو مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ دونوں واقعات کا زمانی پس منظر دعوت کی سختیوں کا دور ہے: طائف کی تکالیف اور حضرت خدیجہ و حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد کا زمانہ، جب آپ کو تسلی و عزت افزائی کی سب سے زیادہ ضرورت تھی۔ اس جواب میں پہلے شق القمر کی تفصیل و مقاصد، پھر اسراء و معراج کے مراحل، مقاصد اور اس موقع پر ملنے والے عظیم انعامات بیان کیے جائیں گے۔

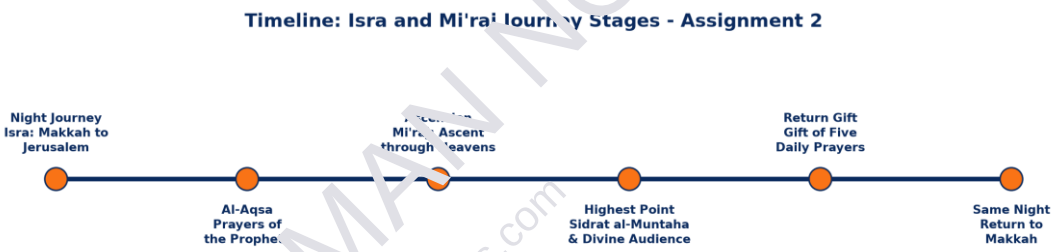
معجزۂ شق القمر: واقعہ اور قرآنی حوالہ

قرآن مجید کی سورۃ القمر کی ابتدائی آیات میں اس واقعے کی طرف واضح اشارہ موجود ہے کہ قیامت قریب آ گئی اور چاند پھٹ گیا، اور اس کے ساتھ کفار کے رویے کا ذکر بھی ہے کہ وہ نشانی دیکھ کر بھی منہ پھیرتے اور اسے جادو کہتے ہیں۔ حدیث کی کتابوں میں حضرت عبداللہ بن مسعود، حضرت انس اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سمیت کئی صحابہ سے اس واقعے کی روایات منقول ہیں جن کے مفہوم کے مطابق اہلِ مکہ نے آپ سے نشانی کا مطالبہ کیا تو اللہ نے چاند کو دو ٹکڑے کر دکھایا، یہاں تک کہ ایک ٹکڑا حرا پہاڑ کے ایک طرف اور دوسرا دوسری طرف نظر آیا۔ بعض روایات میں اس موقع پر آپ کی طرف سے حاضرین کو گواہ رہنے کی تلقین کا ذکر بھی ملتا ہے۔ مخالفین نے اسے حسبِ عادت سحر کہہ کر ٹالنے کی کوشش کی، مگر جب باہر سے آنے والے قافلوں سے پوچھا گیا تو انہوں نے بھی اس رات چاند کو اسی حالت میں دیکھنے کی تصدیق کی، جس سے سحر کا بہانہ بھی ختم ہو گیا۔ یہ واقعہ اس بات کی مثال ہے کہ حسی معجزے کے بعد بھی ہٹ دھرمی کا علاج ممکن نہیں ہوتا؛ ہدایت اللہ کی توفیق سے ملتی ہے۔

اسراء و معراج: سفر کے مراحل

اسراء سے مراد رات کا وہ سفر ہے جو مکہ مکرمہ یعنی مسجدِ حرام سے بیت المقدس یعنی مسجدِ اقصیٰ تک ہوا، جس کا ذکر سورۃ الاسراء کی پہلی آیت میں براہِ راست موجود ہے۔ معراج سے مراد وہ صعود و بلندی ہے جس میں آپ کو بیت المقدس سے آسمانوں کی سیر کرائی گئی۔ قرآن کی سورۃ النجم میں بھی اس سفر کے مشاہدات کی طرف اشارات ملتے ہیں۔

روایات کے مفہوم کے مطابق اس سفر کی ترتیب یہ تھی: حضرت جبرائیل علیہ السلام براق لے کر حاضر ہوئے، آپ بیت المقدس پہنچے جہاں انبیاء کی امامت فرمائی، پھر آسمانوں پر مختلف انبیاء سے ملاقاتیں ہوئیں، سدرۃ المنتہیٰ تک رسائی ہوئی اور اللہ تعالیٰ سے خاص قرب و خطاب کا شرف حاصل ہوا۔ واپسی اسی رات مکہ ہوئی۔ جمہور اہلِ سنت کے نزدیک یہ سفر بیداری کی حالت میں روح و جسم دونوں کے ساتھ ہوا، یہی اس کا معجزانہ پہلو ہے۔ صبح جب آپ نے یہ واقعہ بیان کیا تو مخالفین نے مذاق اڑایا، مگر حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے بلا تردد تصدیق کی اور اسی دن سے صدیق کے لقب سے مشہور ہوئے۔



شکل 1: اسراء و معراج کے سفر کے مراحل کی ترتیب

شق القمر اور معراج کے مقاصد

ان واقعات کے مقاصد کو علماء نے کئی پہلوؤں سے بیان کیا ہے۔ شق القمر کا پہلا مقصد اہلِ مکہ کے مطالبے پر حجت کا اتمام تھا کہ جس قوم نے نشانی مانگی اسے اس کی آنکھوں کے سامنے نشانی دکھا دی گئی، تاکہ قیامت کے دن یہ عذر باقی نہ رہے کہ ہمیں ثبوت نہیں ملا۔ دوسرا مقصد نبوت کی صداقت کو کائناتی سطح کی نشانی سے جوڑنا تھا کہ نبی کا تعلق زمین کی تبلیغ تک محدود نہیں، کائنات کا خالق اس کے دعوے کی تائید میں کائناتی نظام میں تصرف فرماتا ہے۔ معراج کے مقاصد اس سے بھی وسیع ہیں: پہلا مقصد آپ کی عزت افزائی و تسلی تھا کہ زمین پر تنگ در تنگ ہونے والے نبی کو آسمانوں میں استقبال و میزبانی دکھائی جائے۔ دوسرا مقصد آپ کو ملکوت و آخرت کے حقائق کا براہِ راست مشاہدہ کرانا تھا تاکہ آپ کی دعوت یقینِ مشاہدے کی قوت کے ساتھ آگے بڑھے۔ تیسرا مقصد امت کے لیے عبادات و احکام کا خصوصی تحفہ لانا تھا، جس کی تفصیل انعامات میں آئے گی۔ چوتھا مقصد مسجدِ اقصیٰ و مسجدِ حرام کے ربط اور انبیاء کی وحدتِ رسالت کو ظاہر کرنا تھا کہ تمام انبیاء ایک ہی سلسلے کے ہیں اور آپ ان کے امام و خاتم ہیں۔

اس موقع پر ملنے والے انعامات

معراج کے موقع پر امتِ محمدیہ کو تین عظیم انعامات ملے جن کا ذکر حدیث کی کتابوں میں آتا ہے۔ سب سے بڑا انعام پانچ نمازوں کا تحفہ ہے: روایات کے مفہوم کے مطابق ابتداء میں پچاس نمازوں کا حکم ہوا، پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دانشمندی و سفارش پر بار بار تخفیف ہو کر پانچ نمازیں رہ گئیں مگر اجر میں پچاس ہی کا وعدہ باقی رکھا گیا، اس لیے نماز کو مومن کی معراج کہا گیا ہے۔ دوسرا انعام سورۃ البقرہ کی آخری آیات ہیں جو اسی رات عطا ہوئیں اور جن میں امت کے لیے دعا، مغفرت اور استطاعت کے مطابق ذمہ داری جیسے عظیم مضامین شامل ہیں۔ تیسرا انعام یہ خوشخبری ہے کہ آپ کی امت کے ہر فرد کی مغفرت ہو گی جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرے، خواہ اس سے دیگر گناہ سرزد ہوئے ہوں اور وہ توبہ و شفاعت کے مراحل سے گزرے۔ اس کے علاوہ خود نبی کریم کو جو عطیات ملے ان میں سدرۃ المنتہیٰ و قربِ خاص کا مشاہدہ، آسمانی میزبانی میں تمام انبیاء کی طرف سے استقبال اور واپسی پر امت کے لیے شفاعت کا حوصلہ شامل ہے۔ یہ انعامات بتاتے ہیں کہ معراج محض ایک واقعہ نہیں بلکہ امت کی عبادت و نجات کے نظام کی بنیاد ہے۔

جدول 1: اسراء و معراج کے نمایاں انعامات

انعام	نوعیت	اہمیت
پانچ نمازیں	امت کے لیے عبادت کا تحفہ	اجر میں پچاس کے برابر؛ نماز مومن کی معراج
سورۃ البقرہ کی آخری آیات	قرآنی عطیہ	دعا، مغفرت اور آسانی کا جامع پیغام
عدمِ شرک پر مغفرت کی بشارت	نجات کی خوشخبری	امت کے لیے امید و رحمت کا دروازہ
آسمانی مشاہدات	نبی کے لیے خصوصی قرب	دعوت کے لیے یقین و تسلی میں اضافہ
انبیاء کی امامت	ختمِ امامتِ رسالت کا اعلان	تمام انبیاء کے سلسلے کی تکمیل

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ شق القمر اہلِ مکہ کے مطالبے پر ظاہر ہونے والا وہ حسی معجزہ ہے جس کی تصدیق باہر کے قافلوں نے بھی کی اور قرآن کی سورۃ القمر میں اس کا ذکر موجود ہے، جبکہ اسراء و معراج وہ رات کا سفر ہے جس میں آپ ﷺ مکہ سے بیت المقدس اور وہاں سے آسمانوں تک گئے، انبیاء کی امامت کی اور قربِ الٰہی کا شرف پایا۔ ان واقعات کے مقاصد میں حجت کا اتمام، نبی کی تسلی و عزت افزائی اور امت کے لیے عبادات کا نظام شامل ہے، اور ملنے والے انعامات میں پانچ نمازیں، سورۃ البقرہ کی آخری آیات اور امت کے لیے مغفرت کی بشارت سب سے نمایاں ہیں۔ یہ دونوں واقعات دلائلِ نبوت کا روشن ترین باب ہیں۔

سوال نمبر 3: مدنی دور میں غزواتِ بدر و احد کے موقع پر پیش آنے والے معجزات (20 نمبر)

سوال نمبر 3: مدنی دور میں غزوات (بدر اور احد) کے موقع پر پیش آنے والے معجزات بیان کریں۔ (20)

تعارف

مدنی دور میں جب مسلمانوں کو اپنے دفاع اور دین کی حفاظت کے لیے میدانِ کارزار میں اترنا پڑا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی نصرت ایسے غیر معمولی انداز میں فرمائی کہ سیرت نگار ان واقعات کو معجزات و غیبی امداد کے باب میں شمار کرتے ہیں۔ ان میں غزوۂ بدر (2 ہجری) اور غزوۂ احد (3 ہجری) سب سے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ بدر میں مسلمانوں کی قلیل تعداد و کم ساز و سامان کے مقابلے میں فیصلہ کن فتح ہوئی، جبکہ احد میں ابتدائی کامیابی کے بعد ایک حکمت عملی غلطی سے جنگ کا رخ بدلا مگر اس آزمائش میں بھی نبی کریم کی ثابت قدمی اور کئی غیر معمولی واقعات ظاہر ہوئے۔ اس جواب میں دونوں غزوات کے موقع پر پیش آنے والے معجزات کو الگ الگ ترتیب سے بیان کیا جائے گا۔ یہ بیان خالص تاریخی و تعلیمی ہے۔

غزوۂ بدر کا پس منظر

رمضان 2 ہجری میں قریش کا ایک ہزار کا لشکر مکمل اسلحے کے ساتھ مدینہ کی طرف بڑھا، جبکہ مسلمانوں کی تعداد تین سو تیرہ تھی اور ان کے پاس چند ہی گھوڑے و اونٹ اور محدود ہتھیار تھے۔ بدر کے میدان میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رات بھر اپنے خیمے میں کھڑے ہو کر اللہ سے گڑگڑا کر دعا کی، جس کا مفہوم روایات میں یوں ملتا ہے کہ اگر یہ چھوٹی سی جماعت ہلاک ہو گئی تو زمین پر تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ اسی دعا و اضطرار کی فضا میں وہ غیبی امداد نازل ہوئی جس کا ذکر قرآن مجید کی سورۃ الانفال و سورۃ آل عمران میں نصرتِ ملائکہ اور بارش و غنودگی کی صورتوں میں موجود ہے۔ بدر کو یوم الفرقان کہا گیا کیونکہ اس دن حق و باطل کا پہلا بڑا تصادم فیصلہ کن صورت میں سامنے آیا۔

بدر کے موقع پر پیش آنے والے معجزات و غیبی امداد

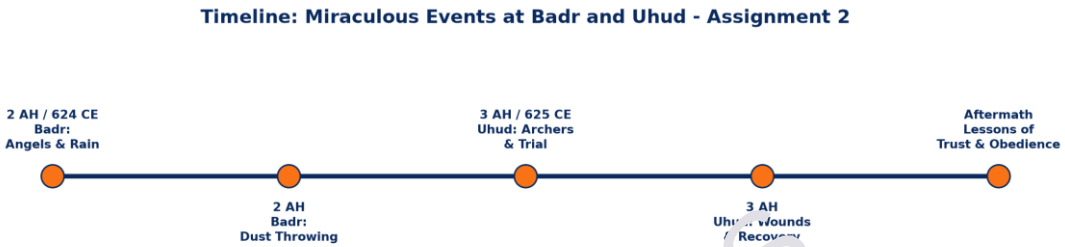
بدر کے معجزات میں سب سے پہلی بات یہ ہے کہ جنگ سے پہلے آپ نے میدان میں مختلف مقامات کی طرف اشارہ کر کے قریش کے بڑے سرداروں کے قتل ہونے کی جگہیں پہلے سے بتا دیں اور روایات کے مطابق وہ سردار انہی مقامات کے آس پاس مارے گئے پائے گئے۔ دوسرا معجزہ مٹھی بھر خاک و کنکریاں پھینکنا ہے: آپ نے کنکریوں کی ایک مٹھی دشمن کی طرف پھینکی جو اللہ کے حکم سے پورے لشکر کی آنکھوں تک پہنچی، اور قرآن میں اس واقعے کی طرف یہ اشارہ آیا ہے کہ پھینکنے والا بظاہر نبی تھا مگر حقیقت میں وہ اللہ کی قدرت تھی۔ تیسرا بڑا مظہر بارش کا نزول ہے کہ جنگ سے پہلے رات کو بارش ہوئی جس سے مسلمانوں کے لیے ریتلی زمین سخت و ہموار ہو گئی اور پینے و وضو کے لیے پانی میسر آ گیا، جبکہ اسی بارش سے دشمن کی طرف کیچڑ و دلدل پیدا ہوئی۔ چوتھا مظہر غنودگی و سکینہ ہے کہ سخت تھکن و خوف کے باوجود مسلمانوں پر غنودگی طاری ہو کر ان کے دل مطمئن ہو گئے، جس کا ذکر بھی قرآن میں آیا ہے۔ پانچواں اور سب سے مشہور مظہر فرشتوں کی نصرت ہے: قرآن کی تصریح کے مفہوم کے مطابق اللہ نے پہلے ایک ہزار، پھر تین ہزار اور بالآخر پانچ ہزار نشان زدہ فرشتوں سے مدد کا وعدہ فرمایا، اور صحابہ نے اپنے سامنے دشمنوں کے غیر مرئی قوت سے مارے جانے کے اثرات بیان کیے۔ یہ تمام امور مل کر بدر کو دلائلِ نبوت کا جنگی دلیل بھی بناتے ہیں۔

غزوۂ احد کا پس منظر اور آزمائش

شوال 3 ہجری میں قریش نے بدر کا بدلہ لینے کے لیے تین ہزار کا لشکر لے کر احد کے دامن میں پڑاؤ کیا۔ مسلمان سات سو تھے۔ آپ نے پچاس تیر اندازوں کو عبداللہ بن جبیر رضی اللہ عنہ کی قیادت میں پہاڑی درے پر متعین کیا اور حتمی تاکید کی کہ کسی صورت یہ جگہ نہ چھوڑی جائے۔ جنگ کے پہلے مرحلے میں مسلمانوں کو واضح فتح ملی اور دشمن بھاگ نکلا، مگر مالِ غنیمت سمجھ کر اکثر تیر انداز درہ چھوڑ کر نیچے آ گئے۔ دشمن کے دستے نے خالد بن ولید (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے) کی قیادت میں اسی درے سے گھوم کر پیچھے سے حملہ کر دیا اور فتح شکست کی لپیٹ میں آ گئی۔ اس نقصان و افراتفری میں آپ کی ثابت قدمی تاریخ کا روشن باب ہے: آپ زخمی ہونے کے باوجود اپنے مقام پر قائم رہے اور صحابہ کو اپنے گرد جمع کرتے رہے۔

احد کے موقع پر پیش آنے والے معجزات

احد کے واقعات میں معجزانہ پہلو بھی کئی روایات میں مذکور ہیں۔ پہلا یہ کہ تیر اندازوں کی غلطی کے باوجود اللہ نے دشمن کو مکمل کامیابی سے روک دیا اور آپ کی حفاظت کا خاص انتظام فرمایا؛ اسی دن حضرت طلحہ و سعد سمیت چند جانبازوں نے آپ کے گرد حفاظتی حصار بنایا۔ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ کے واقعے کو سیرت نگار آپ کے معجزات میں شمار کرتے ہیں: جنگ میں ان کی آنکھ زخمی ہو کر رخسار پر آ پڑی، آپ نے اپنے دستِ مبارک سے اسے واپس اس کی جگہ رکھا تو وہ پہلے سے زیادہ درست و روشن ہو گئی۔ اسی طرح حضرت عبداللہ بن جحش رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی ہوئی تلوار کے بدلے آپ کی دی ہوئی کھجور کی چھڑی کا تلوار بن جانا بھی سیرت کی کتابوں میں معجزات کے ذیل میں بیان ہوتا ہے، اگرچہ ان روایات کی سندی درجہ بندی پر محدثین کی آراء مختلف ہیں اور نصابی مطالعے میں یہ واقعات سیرت مآخذ کے بیان کے طور پر پڑھے جاتے ہیں۔ آپ کے زخمی ہونے کے بعد پہاڑ پر چڑھنے اور دشمن کے تعاقب کے باوجود مدینہ سے پہلے دشمن کا خود ہی واپس لوٹ جانا بھی اسی غیبی حفاظت کا حصہ سمجھا جاتا ہے۔ احد کا اصل سبق یہی ہے کہ غیبی امداد اطاعت و نظم کے ساتھ جڑی ہے: جہاں حکم کی پابندی ہوئی وہاں نصرت کا ظہور ہوا اور جہاں حکم سے انحراف ہوا وہاں آزمائش آئی، مگر نبی کی ثابت قدمی نے امت کو مایوسی سے بچا لیا۔



شکل 1 بدر و اُحد کے نمایاں واقعات کی زمانی ترتیب

جدول 1: بدر و احد میں غیبی امداد کا موازنہ

پہلو	غزوۂ بدر (2ھ)	غزوۂ احد (3ھ)
مسلمانوں کی تعداد	313؛ ساز و سامان قلیل	700؛ ابتدائی پوزیشن مضبوط
غیبی امداد کی صورت	بارش، غنودگی، فرشتوں کی نصرت، مٹھی بھر خاک کا اثر	نبی کی حفاظت، زخمی صحابی کی آنکھ کی درستی، دشمن کا واپس لوٹنا
نتیجہ	فیصلہ کن فتح؛ یوم الفرقان	آزمائش و نقصان مگر ثابت قدمی و سبق
بنیادی سبق	دعا، توکل اور اطاعت پر کامل نصرت	حکم کی خلاف ورزی پر آزمائش؛ صبر پر حفاظت

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ بدر کے موقع پر پیشگی خبر، کنکریوں کی مٹھی کا پورے لشکر پر اثر، مناسب وقت پر بارش، دلوں پر سکینہ و غنودگی اور فرشتوں کی نصرت جیسے معجزات و غیبی امداد ظاہر ہوئیں جن کا ذکر قرآن میں بھی موجود ہے، جبکہ احد میں نبی کی خصوصی حفاظت، حضرت قتادہ کی آنکھ کی درستی اور دشمن کے بے نتیجہ لوٹ جانے جیسے واقعات پیش

آئے۔ دونوں غزوات اس اصول کو ثابت کرتے ہیں کہ اللہ کی مدد دعا، اطاعت و ثابت قدمی کے ساتھ آتی ہے اور یہ واقعات دلائلِ نبوت میں حسی و تاریخی دلائل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

سوال نمبر 4: رسول اللہ ﷺ کی شفاءِ امراض اور خیر و برکت سے متعلق معجزات (20 نمبر)

سوال نمبر 4: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاءِ امراض اور خیر و برکت سے متعلق ظاہر ہونے والے معجزات کی تفصیل بیان کریں۔ (20)

تعارف

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے معجزات زندگی کے ہر شعبے میں پھیلے ہوئے ہیں، مگر عام لوگوں کے دلوں کو سب سے زیادہ متاثر کرنے والے معجزات وہ ہیں جن کا تعلق ان کی روزمرہ ضروریات سے تھا: بیماری سے شفا اور تھوڑی چیز میں بے پناہ برکت۔ بیماری میں مبتلا انسان سب سے زیادہ کمزور ہوتا ہے اور بھوک و تنگی میں گھرا لشکر سب سے زیادہ مایوسی کا شکار۔ ان دونوں موقعوں پر آپ کی دعا و دستِ مبارک سے جو خارقِ عادت آثار ظاہر ہوئے، سیرت نگار انہیں معجزاتِ شفا اور معجزاتِ برکت کے عنوان سے الگ باب میں بیان کرتے ہیں۔ اس جواب میں پہلے شفا سے متعلق معجزات، پھر خیر و برکت سے متعلق معجزات کی تفصیل بیان کی جائے گی، اور آخر میں ان معجزات کے مقاصد و اثرات کا جائزہ لیا جائے گا۔ تمام واقعات سیرت و حدیث کے معروف مآخذ میں منقول روایات کے مفاہیم کے طور پر پیش کیے گئے ہیں۔

شفاءِ امراض سے متعلق معجزات: آنکھ اور زخم

شفا کے معجزات میں سب سے مشہور واقعہ حضرت قتادہ بن نعمان رضی اللہ عنہ کی آنکھ کا ہے جو غزوۂ احد میں بیان ہو چکا ہے کہ آپ کے دستِ مبارک سے ان کی نکلی ہوئی آنکھ واپس درست ہو گئی۔ اسی نوعیت کا ایک واقعہ خیبر کے موقع پر حضرت علی رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے۔ صحیح بخاری و مسلم کی روایات کے مفہوم کے مطابق غزوۂ خیبر کی شب آپ نے فرمایا کہ کل جھنڈا اس شخص کو دوں گا جس کے ہاتھ پر اللہ فتح دے گا۔ اگلے دن آپ نے حضرت علی کو بلایا، حالانکہ ان کی آنکھوں میں اس وقت شدید تکلیف تھی اور

وہ حاضر ہونے کی پوزیشن میں بھی نہ تھے۔ آپ نے ان کی آنکھوں پر اپنا لعابِ دہن لگایا دعا فرمائی تو وہ اسی وقت اس طرح ٹھیک ہو گئے گویا انہیں کبھی تکلیف ہوئی ہی نہ ہو، اور پھر انہی کے ہاتھوں خیبر فتح ہوا۔ یہ واقعہ صحیح اسانید سے ثابت ہونے کی وجہ سے شفا کے معجزات میں مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ اسی طرح بعض روایات میں زخمیوں و بیماروں کے لیے آپ کی دعا و دم سے فی الفور آرام کا ذکر ملتا ہے، حضرت عبداللہ بن عتیک رضی اللہ عنہ کی ٹوٹی ہوئی ٹانگ پر آپ کے ہاتھ پھیرنے سے اس کے جڑ جانے کی روایت بھی سیرت کی کتابوں میں مذکور ہے۔

شفاءِ امراض سے متعلق مزید مثالیں

مدنی زندگی میں لوگ باقاعدہ اپنے مریضوں کو آپ کی خدمت میں لاتے تھے۔ روایات کا مفہوم ہے کہ جب دیہاتی بچے کو جنون و آسیب جیسی کیفیت تھی، اس کی ماں اسے لے کر آئی تو آپ نے دعا فرمائی اور کیفیت دور ہو گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ خود بیان کرتے ہیں کہ جب وہ بیمار ہوتے تو آپ کی دعا عیادت سے شفا محسوس کرتے۔ آپ کے دم و دعا کا ایک اصول بھی واضح رہے کہ آپ مریض کو علاج و اسباب اختیار کرنے کی ترغیب بھی دیتے تھے اور طب و دوا کو جائز بلکہ مستحسن سمجھتے تھے؛ آپ کی ہدایات کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ نے کوئی بیماری ایسی نازل نہیں کی جس کی شفا نہ اتاری ہو۔ لہٰذا معجزانہ شفا کا باب علاج کی نفی نہیں کرتا، بلکہ یہ بتاتا ہے کہ نبی کی دعا ایسے موقعوں پر بھی کارگر ہوئی جہاں ظاہری اسباب ناکام ہو چکے تھے۔ طلبہ کے لیے یہ نکتہ اہم ہے کہ اس باب کو طب کے متبادل کے طور پر نہیں بلکہ دلائلِ نبوت کے تاریخی باب کے طور پر پڑھا جائے اور عملی بیماری میں مستند علاج کی طرف رجوع کیا جائے۔

خیر و برکت سے متعلق معجزات: کھانے میں برکت

برکت سے مراد تھوڑی چیز کا بہت سے لوگوں کی ضرورت پوری کر دینا ہے، اور اس کے سب سے زیادہ واقعات کھانے سے متعلق ملتے ہیں۔ غزوۂ خندق کے موقع پر حضرت جابر رضی اللہ عنہ کا واقعہ صحیح بخاری میں تفصیل سے مذکور ہے۔ اس کے مفہوم کے مطابق حضرت جابر نے دیکھا کہ خندق کھودتے ہوئے آپ کو شدید بھوک لگی ہوئی ہے۔ انہوں نے گھر جا کر ایک صاع جو اور ایک چھوٹی سی بکری سے کھانا تیار کر کے آپ کو چند ساتھیوں کے ساتھ دعوت دی، مگر آپ نے پورے لشکر یعنی تقریباً ایک ہزار افراد کو بلا لیا۔

حضرت جابر گھبرائے، مگر آپ نے آٹے و ہانڈی پر دعا فرمائی اور کھانا اسی طرح پیش کیا گیا۔ تمام لشکر سیر ہو کر کھا چکا مگر برتن و ہانڈی بدستور بھرے رہے۔ اسی نوعیت کا واقعہ حضرت ابو طلحہ و ام سلیم رضی اللہ عنہما کے گھر بھی پیش آیا جہاں ستر اسی افراد تھوڑے سے کھانے سے سیر ہو گئے۔ حضرت جابر کے کھجوروں کے قرض والے واقعے میں بھی کھجوروں کے ڈھیروں سے قرض ادا ہونے کے بعد بھی کھجوریں اسی قدر باقی رہنے کا ذکر ہے۔ یہ متواتر النوع واقعات بتاتے ہیں کہ برکت کا یہ سلسلہ اتفاق نہیں بلکہ ایک مستقل معجزانہ سنت تھی۔

پانی میں برکت کے معجزات

پانی کی برکت کے واقعات بھی مشہور ہیں۔ صلح حدیبیہ کے موقع پر حدیث کی کتابوں میں مفصل روایت موجود ہے کہ صحابہ کے پاس پانی ختم ہو گیا اور آپ کے پاس ایک چھوٹے برتن میں تھوڑا سا پانی تھا۔ آپ نے اس میں اپنا دستِ مبارک رکھا تو آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی اس طرح ابلنے لگا جیسے چشمے جاری ہو گئے ہوں، اور تقریباً پندرہ سو افراد نے اس سے پیا بھی اور وضو بھی کیا۔ اسی نوعیت کا واقعہ تبوک کے راستے میں بھی پیش آیا جہاں ایک چشمے کا پانی نہایت قلیل تھا، آپ کی دعا سے وہ اس قدر بڑھا کہ پورا لشکر مستفید ہوا، اور آپ نے اس موقع پر شام کی فتوحات کی بشارتیں بھی دیں۔ غزوۂ بدر سے پہلے پانی کی قلت کے وقت دعا سے بارش ہونا بھی اسی سلسلے سے جڑا ہے۔ ان واقعات کا مشاہدہ سینکڑوں و ہزاروں افراد نے بیک وقت کیا، اسی لیے سیرت نگار انہیں حسی معجزات کی مضبوط ترین قسم قرار دیتے ہیں کہ ان کا انکار اجتماعی مشاہدے کا انکار ہے۔

جدول 1: شفا و برکت کے معجزات کی نمایاں اقسام

قسم	موقع / مثال	نتیجہ
شفائے آنکھ	خیبر: حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آشوبِ چشم	فی الفور مکمل شفا؛ اسی دن فتحِ خیبر
شفائے عضو	احد: حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ	آنکھ پہلے سے زیادہ درست و روشن
کھانے میں برکت	خندق: حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی دعوت	تقریباً 1000 افراد سیر؛ کھانا بدستور باقی

70-80 افراد تھوڑے کھانے سے سیر	حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے گھر دعوت	کھانے میں برکت
تقریباً 1500 افراد نے پیا و وضو کیا	حدیبیہ: انگلیوں سے پانی کا ابلنا	پانی میں برکت
پورا قرض ادا ہونے کے بعد بھی کھجوریں بچ رہیں	حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی کھجوریں	رزق میں برکت

ان معجزات کے مقاصد و اثرات

ان معجزات کے مقاصد پر غور کریں تو تین باتیں نمایاں ہوتی ہیں۔ پہلی یہ کہ یہ معجزات ضرورت کے وقت پر ظاہر ہوئے؛ ان کا مقصد نمائش نہیں بلکہ امت کی تکلیف کا مداوا تھا، اس لیے یہ آپ کے رحمۃ للعالمین ہونے کی عملی تصویر ہیں۔ دوسری یہ کہ ان سے عام صحابہ کے ایمان میں اضافہ ہوا، کیونکہ انہوں نے وحی کی سچائی کو اپنی روزمرہ زندگی میں محسوس کیا۔ تیسری یہ کہ ان واقعات نے دعوت کی راہ ہموار کی: جو قبائل و افراد یہ مشاہدات سنتے یا دیکھتے، ان کے دلوں میں اسلام کی طرف میلان پیدا ہوتا۔ ساتھ ہی یہ تنبیہ بھی ضروری ہے کہ اہلِ علم نے شفا و برکت کے ہر منقول واقعے کی سندی حیثیت الگ الگ مقرر کی ہے؛ صحیحین میں موجود واقعات کا درجہ بلند ترین ہے اور دیگر کتبِ سیرت کی روایات اپنے درجے کے مطابق قبول کی جاتی ہیں۔ نصابی طالب علم کے لیے درست طریقہ یہی ہے کہ واقعے کے ساتھ اس کے ماخذ و درجے کو بھی پہچانے۔ اس باب سے کسی طبی یا شرعی حکم کا خود ساختہ استنباط اس گائیڈ کا مقصد نہیں۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ شفاءِ امراض کے معجزات میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کی فی الفور شفا اور حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ کی آنکھ کی درستی نمایاں ترین ہیں، جبکہ خیر و برکت کے معجزات میں خندق کے موقع پر حضرت جابر کی دعوت میں ہزار افراد کا سیر ہونا، حدیبیہ میں انگلیوں سے پانی کا ابلنا اور قلیل کھجوروں سے قرض کی ادائیگی کے بعد بھی کھجوروں کا باقی رہنا مشہور مثالیں ہیں۔ یہ معجزات بڑی جماعتوں کے مشاہدے میں آئے، اسی لیے ان کی دلالت نبوت پر انتہائی مضبوط سمجھی جاتی ہے، اور یہ آپ کی رحمت و امت نوازی کی زندہ تصویر ہیں۔

سوال نمبر5: حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو کسریٰ کے کنگنوں کی بشارت(20نمبر)

سوال نمبر5: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے حضرت سراقہ رضی اللہ عنہ کو کسریٰ کے کنگنوں کی بشارت کی وضاحت کریں۔(20)

تعارف

ہجرتِ مدینہ کے سفر میں پیش آنے والا حضرت سراقہ بن مالک رضی اللہ عنہ کا واقعہ سیرت کے دلچسپ ترین اور دلائلِ نبوت کے مضبوط ترین واقعات میں سے ہے۔ ایک ایسا شخص جو انعام کی لالچ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں نکلا تھا، نہ صرف ناکام لوٹا بلکہ اسی وقت فارس کے بادشاہ کسریٰ کے سونے کے کنگن پہننے کی بشارت بھی ملی، جب مسلمان مکہ سے بے سروسامانی کی حالت میں ہجرت کر رہے تھے اور فارس کی عالمی طاقت سے ٹکراؤ خواب میں بھی ممکن نظر نہیں آتا تھا۔ چند ہی دہائیوں بعد یہ بشارت لفظ بہ لفظ پوری ہوئی۔ اس جواب میں پہلے ہجرت و تعاقب کا پس منظر، پھر سراقہ کے تعاقب و ناکامی کی تفصیل، پھر بشارت کے الفاظ و مفہوم اور آخر میں اس بشارت کی تاریخی تکمیل و اس کی دلالت بیان کی جائے گی۔

ہجرت کا پس منظر اور سراقہ کا تعاقب

جب قریش نے دار الندوہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کا منصوبہ بنایا تو آپ اللہ کے حکم سے حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے ساتھ رات کو مکہ سے مدینہ کی طرف روانہ ہوئے اور تین دن غارِ ثور میں قیام فرمایا۔ قریش نے آپ کی گرفتاری پر سو اونٹوں کے بڑے انعام کا اعلان کیا تھا۔ اسی انعام کی کشش میں سراقہ بن مالک، جو بنو مدلج کا سردار اور ماہر شہسوار و قیافہ شناس تھا، آپ کے نشانات کی تلاش میں روانہ ہوا۔ بخاری سمیت حدیث کی کتابوں میں خود سراقہ کی زبانی منقول روایت کا مفہوم یہ ہے کہ وہ تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر آپ کے قریب پہنچ گیا، یہاں تک کہ اسے قراءت کی آواز سنائی دینے لگی۔ اس نازک لمحے میں حضرت ابو بکر بار بار پیچھے دیکھ کر پریشان ہوئے، مگر آپ نے اطمینان سے فرمایا کہ غم نہ کرو، اللہ ہمارے ساتھ ہے۔ یہی وہ پس منظر ہے جس میں آگے کا معجزانہ واقعہ پیش آیا۔

گھوڑے کے ٹھوکر کھانے کا واقعہ

روایت کے مفہوم کے مطابق جیسے ہی سراقہ آپ کے بالکل قریب پہنچا، اس کے گھوڑے کے اگلے پاؤں زمین میں اس طرح دھنس گئے کہ وہ پیٹ تک ریت میں جا گرا اور سراقہ بھی گر پڑا۔ اس نے تیر نکال کر فال کی صورت میں ازلام سے معلوم کرنا چاہا کہ پیچھا جاری رکھے یا نہیں، اور نتیجہ اس کی خواہش کے خلاف نکلا، مگر انعام کی لالچ نے اسے پھر آگے بڑھایا۔ دوسری بار بھی گھوڑا اسی طرح دھنسا اور اس بار گرد و غبار کا ایک بادل سا اٹھا۔ اس لمحے سراقہ کو یقین ہو گیا کہ آپ یقیناً اللہ کی حفاظت میں ہیں اور وہ خود آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ چنانچہ اس نے آواز دے کر امان طلب کی اور رک گیا۔ آپ نے حضرت ابو بکر اس کے پاس رکے اور اسے امان دی گئی۔ یہ واقعہ اس اعتبار سے معجزات و غیبی حفاظت کی روشن مثال ہے کہ مسلح تعاقب کرنے والا خود اپنے سامنے حائل ہونے والی غیر مرئی رکاوٹ کا اعتراف کرنے پر مجبور ہو گیا اور بعد میں اسی نے یہ واقعہ خود روایت کیا، جو اس کی سچائی کی سب سے بڑی گواہی ہے، کیونکہ راوی خود واقعے کا مخالف فریق تھا۔

کسریٰ کے کنگنوں کی بشارت

امان ملنے اور واپسی کی تیاری کے وقت وہ تاریخی مکالمہ ہوا جو اس سوال کا اصل موضوع ہے۔ روایات کے مفہوم کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سراقہ سے ازراہِ بشارت ارشاد فرمایا کہ تمہارا اس وقت کیا حال ہو گا جب تم کسریٰ کے دونوں کنگن پہنو گے۔ سراقہ نے حیرت سے پوچھا: کسریٰ بن ہرمز کے؟ یعنی فارس کے شہنشاہ کے کنگن؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا۔ اس بشارت کی عظمت سمجھنے کے لیے یہ جاننا ضروری ہے کہ اس زمانے میں کسریٰ دنیا کی دو سپر طاقتوں میں سے ایک، سلطنتِ فارس کا مطلق العنان بادشاہ تھا۔ اس کے خزانے، تاج و تخت اور سونے کے کنگن اس کی شان و شوکت کی علامت تھے۔ ایک مہاجرِ بے نوا کی طرف سے ایک بدوی سردار کو اس بادشاہ کے کنگن پہننے کی خبر دینا عام انسانی حساب کتاب کے مطابق ناممکن سی بات تھی، مگر یہ خبر وحی کی بنیاد پر دی گئی تھی۔ اسی موقع پر سراقہ کی درخواست پر آپ نے اس کے لیے امان نامہ بھی لکھوایا جو اس کے پاس محفوظ رہا اور بعد میں وہ اسی امان نامے کے ساتھ حاضر ہو کر ایمان لائے۔

بشارت کی تاریخی تکمیل

اس بشارت کی تکمیل حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دورِ خلافت میں ہوئی جب مسلمانوں نے فارس فتح کیا اور مدائن سے کسریٰ کا خزانہ و شاہی زیورات مدینہ لائے گئے۔ سیرت و تاریخ کی کتابوں میں اس منظر کا بیان ملتا ہے کہ حضرت عمر نے ان زیورات میں سے کسریٰ کے سونے کے کنگن خاص طور پر حضرت سراقہ کو بل کر ان کے ہاتھوں میں پہنائے اور اس موقع پر بشارت کی تکمیل کا اعلان ہوا۔ راویوں کے بیان کے مطابق جب سراقہ نے کنگن پہنے تو حاضرین نے اس وعدے کی صداقت کو اپنی آنکھوں سے دیکھا جو تقریباً دو دہائیوں سے زیادہ عرصہ پہلے ہجرت کے راستے میں کیا گیا تھا۔ یہ بھی روایت ہے کہ فتح مکہ یا حنین کے بعد سراقہ امان نامہ لے کر حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا، اور رسول اللہ نے انہیں خوش آمدید کہا۔ اس طرح بشارت دینے والا وعدہ، اس کی تکمیل کا زمانہ، کسریٰ کی سلطنت کا خاتمہ اور سراقہ کا وہی شخص ہونا جو کنگن پہنے، یہ تمام حلقے تاریخی طور پر جڑے ہوئے ہیں۔

بشارت کی دلالتِ نبوت

اس واقعے کو دلائل النبوۃ میں اخبارِ غیب کی قسم میں شمار کیا جاتا ہے، یعنی وحی کی بنیاد پر مستقبل کی خبر دینا جو بعد میں عین اسی طرح ثابت ہو۔ اس کی دلالت تین پہلوؤں سے مضبوط ہے۔ اول یہ کہ خبر دینے کے وقت حالات اس کے بالکل خلاف تھے: مسلمان قلیل، بے وطن اور تاقب میں تھے، جبکہ فارس اپنے عروج پر تھا، لہٰذا یہ خبر ظاہری اسباب سے ماخوذ نہیں ہو سکتی۔ دوم یہ کہ خبر بالکل مخصوص تھی: نہ صرف فارس کی فتح بلکہ کسی معین شخص کے ہاتھوں میں کسی معین بادشاہ کے کنگن پہنائے جانے کی تعیین، جس کے اتفاق سے پورا ہونے کا احتمال نہایت کم ہے۔ سوم یہ کہ اس واقعے کا اصل راوی خود سراقہ ہے جو ابتدا میں دشمن کی حیثیت سے نکلا تھا؛ مخالف کا اعتراف تصدیق کی مضبوط ترین صورت ہوتا ہے۔ اہلِ علم ان وجوہ کی بنا پر اس واقعے کو نبوت کی صداقت پر ایک تاریخی و مشاہداتی دلیل قرار دیتے ہیں۔ اس واقعے کا مطالعہ طلبہ کو یہ بھی سکھاتا ہے کہ نبی کی پیشین گوئیوں کا مطالعہ ان کے تاریخی پس منظر و تکمیل کے ساتھ کیا جائے تو دلیل اپنی پوری قوت سے واضح ہوتی ہے۔ اس واقعے سے کسی معاصر سیاسی نتیجے کا اخذ کرنا اس نصابی بحث کا مقصد نہیں۔

خلاصہ

خلاصہ یہ ہے کہ حضرت سراقہ بن مالک سو اونٹوں کے انعام کی لالچ میں ہجرت کے سفر میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے تعاقب میں نکلے، مگر ان کا گھوڑا بار بار زمین میں دھنسنے سے وہ آپ کی غیبی حفاظت کے قائل ہو گئے اور امان طلب کی۔ اسی موقع پر آپ نے انہیں کسریٰ کے سونے کے کنگن پہننے کی حیران کن بشارت دی، جو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں فارس کی فتح کے بعد لفظ بہ لفظ پوری ہوئی جب کسریٰ کے کنگن سراقہ ہی کے ہاتھوں میں پہنائے گئے۔ یہ واقعہ اخبارِ غیب کے طور پر دلائلِ نبوت کی مضبوط ترین مثالوں میں سے ہے اور سراقہ کا اسے خود روایت کرنا اس کی صداقت کی زندہ شہادت ہے۔

USMAN NOTES www.usmannotes.com